© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات

(بعض مسائل کی توضیح)

سید جلال الدین عمری

موجودہ دور میں انسان کی ضروریاتِ زندگی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا چلا گیا ہے اور ان میں بڑا تنوع آگیا ہے۔ آج کی تیز رفتار مادی ترقی کے ساتھ ان میں روز بروز اضافہ ہی کا امکان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بستی، شہر یا علاقہ ہی کے لیے نہیں بڑے سے بڑے ملک کے لیے بھی ان ضروریات کے سلسلہ میں خود کفیل ہونا دشوار ہو رہا ہے۔ اس کے لیے ایک علاقہ کو دوسرے علاقہ سے اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اس طرح درآمد و برآمد ہر ملک کی ضرورت بن گئی ہے۔ ایک چیز ایک ملک میں تیار ہوتی ہے دوسرا ملک اس کے لیے منڈی فراہم کرتا ہے۔ ان کی پیداوار اور تیاری پر بھی کسی خاص قوم یا ملک کی اجارہ داری نہیں ہے۔ انھیں کوئی بھی ملک تیار کر سکتا ہے اور جہاں جس قسم کی ضرورت ہو فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ بین الاقوامی حالات اور آمد و رفت کی سہولتوں نے اقوام و ممالک کو قریب کر دیا ہے۔ کسی ملک کے افراد کا دوسرے ملک میں لمبی مدت تک قیام بلکہ وہاں جا کر آباد ہو جانا بھی ناممکن نہیں رہا۔ ان حالات میں ایک مسلمان کے سامنے ان اشیاء کے استعمال کا سوال آتا ہے جنھیں غیر مسلم تیار کرتے ہیں۔ اس وقت خاص طور پر غذا اور لباس اور ان کے متعلقات زیر بحث ہیں۔ ان ہی کے ذیل میں بعض سوالات پر گفتگو کی جائے گی۔

معاشرت عرب کے بعض پہلو

غذا اور لباس کا تعلق تہذیب اور معاشرت سے جڑا ہوا ہے۔ دنیا کی ہر قوم کی طرح مشرکین عرب کی بھی خاص تہذیب اور معاشرت تھی، رسوم و رواج تھے، ان کی مخصوص غذائیں تھیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی تیاری کا اپنا ایک طریقہ تھا۔ خوشی کے مواقع پر تقریبات اور دعوتوں کا رواج تھا اور ہر تقریب کا الگ نام تھا[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی اسی تہذیب اور معاشرت میں پیدا ہوئے، صحابہ کرامؓ کا بھی اسی ملک اور اسی تہذیب سے تعلق تھا۔ آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی غذا، لباس، رہن سہن اور معاشرت وہی تھی جو اہل عرب کی تھی۔

غذاؤں کی حلت و حرمت

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اپنی غذا کے لیے جن اشیاء کا استعمال کرتا ہے مذہب کی دنیا میں ان کی حلت و حرمت کا سوال بڑا اہم رہا ہے۔ بعض چیزیں ایک مذہب میں جائز اور مباح ہیں تو دوسرے مذہب میں وہ ممنوع اور حرام سمجھی گئی ہیں۔ اہل عرب بھی اشیاء کی حلت و حرمت کے قائل تھے، لیکن اس کی بنیاد زیادہ تر مشرکانہ تصورات اور اوہام و خرافات پر تھی۔ اسلام نے ان کے باطل تصورات کی اصلاح کی اور کہا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے

---

[1] بعض تقریبات کا ذکر یہاں نامناسب نہ ہوگا۔

۱۔ ولیمہ۔ نکاح کے بعد کی تقریب۔

۲۔ عقیقہ۔ بچہ کی پیدائش پر ساتویں دن کی دعوت۔

۳۔ اعذار۔ ختنہ کے موقع پر کی جانے والی دعوت۔

۴۔ النقیعہ۔ وہ دعوت جو سفر سے بہ عافیت واپسی پر کی جائے۔

۵۔ الوکیرہ۔ مکان کی تعمیر کی خوشی میں کی جانے والی دعوت۔

۶۔ الجفلیٰ۔ دعوت عام۔

۷۔ النقریٰ۔ دعوت خاص۔

دعوت کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا اسے المأدبہ کہا جاتا۔

ملاحظہ ہو۔ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد اللہ الاندلسی، العقد الفرید، بحث الطعمۃ العرب۔ ۲۹۰/۶۔ ۲۹۲ متعلقہ الفاظ کی وضاحت اور تشریح کے لیے لسان العرب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ان تقریبات میں سے بعض کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا اس لیے انھیں سنت کا درجہ حاصل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے: (النحل: ۱۱۶) اس کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا چیزیں حرام قرار دی ہیں۔ سورۂ انعام مکّی سورت ہے اس میں مشرکین کے غلط رسوم ورواج اور مذہبی خیالات پر تفصیل سے جرح وتنقید کی ہے۔ اس میں ارشاد ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الانعام: ۱۴۵)

کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر جو چیزیں کہ وہ کھاتا ہے میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت اس لیے کہ وہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ جانور پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے لیکن اگر کوئی (جان بچانے کے لیے ان محرمات کے کھانے پر) مجبور ہو جائے اور وہ حد سے نہ بڑھے اور زیادتی نہ کرے تو تمہارا رب بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحیم ہے۔[1]

اس آیت میں بعض وہ چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں جنھیں اہلِ عرب حلال سمجھتے تھے اور بے تکلف استعمال کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بعض اور چیزوں کی حرمت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ جیسے شراب کی حرمت (المائدہ) یہاں اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

اشیاء میں اصل حلت ہے

اشیاء کی حلت وحرمت کے سلسلہ میں اصولی بات یہ ہے کہ اشیاء میں اصل حلت ہے۔ حرام صرف وہی اشیاء ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان

---

[1] اس سلسلہ کی مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب 'صحت ومرض اور اسلامی تعلیمات'، ص ۱۰۰-۱۰۱

[2] قرآن وحدیث میں مطعومات ومشروبات میں کن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے اور کن چیزوں کی حرمت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور کن چیزوں میں کراہت پائی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ۷/ ۱۱۵-۱۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان سے لازماً احتراز کرے گا۔ اس کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہیں انھیں وہ استعمال کر سکتا ہے۔ حرام و حلال کے اس فرق کے ساتھ وہ جس معاشرہ کا فرد ہے اور جہاں اس کی نشو و نما ہوئی ہے، وہاں کی غذا اس کی غذا ہو گی اور وہ جہاں بھی جائے گا اور جس ماحول میں بھی رہے گا مناسب حال اور اپنی پسند کی غذا استعمال کرے گا۔ جو چیزیں وہ خود کھا سکتا ہے وہ دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور ان کے ساتھ ان چیزوں کے کھانے پینے میں شریک بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم کا بھی فرق نہیں ہے۔ حلال چیزیں غیر مسلم تیار کریں تو ان کی خرید و فروخت اس کے لیے جائز ہو گی۔

اب آئیے اس موضوع کے بعض پہلوؤں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے۔

غیر مسلم کا پانی پاک ہے

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حلال اور پاک نعمت ہے۔ ہر جاندار کی حیات کا اس پر دارومدار ہے۔ یہ نعمت سب کے لیے ہے بہت سے لوگ انسانوں کے درمیان ذات پات اور رنگ و نسل کی بنیاد پر فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص جسے وہ کم تر ذات کا سمجھتے ہیں پانی کو ہاتھ لگا دے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال ان کے لیے ممنوع ہو جاتا ہے۔ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ پانی اصلاً پاک ہے۔ کسی فرد کے ہاتھ لگانے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ وہ ناپاک اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس میں کوئی نجس اور ناپاک چیز کی آمیزش ہو جائے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے غیر مسلموں کا پانی کھانے پینے حتیٰ کہ عبادات تک کے لیے استعمال کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رات میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ صبح سب کی آنکھ لگ گئی۔ نماز قضا ہو گئی۔ فوراً بعد میں ادا کی گئی۔ ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کے ساتھ مجھے پانی کی تلاش کے لیے بھیجا۔ جب ہم نکلے تو دیکھا کہ ایک عورت پانی سے بھرے ہوئے دو مشک اپنی اونٹنی پر لیے جا رہی ہے۔ ہم نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں مل سکتا ہے؟ اس نے کہا قریب میں پانی نہیں ہے۔ میں اپنے قبیلہ سے ایک دن اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک رات کا فاصلہ طے کرکے پانی لا رہی ہوں۔ اس نے کہا کہ وہ ایک بیوہ عورت ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے ہیں۔ ہم اسے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچے۔ آپ کے حکم پر اونٹنی کو بٹھایا گیا۔ آپ نے مشک پر دست مبارک رکھا، تھوڑا سا پانی لے کر اس پر کلی کی۔ اس کے بعد آپ کا یہ معجزہ دیکھنے میں آیا کہ ہم چالیس افراد تھے۔ ہم سب نے اس سے پانی پیا اور ہمارے پاس جو چھوٹے بڑے برتن تھے سب بھر لیے۔ ایک صاحب کو غسل کی حاجت تھی۔ انھیں اس کے لیے پانی دیا گیا۔ اس کے باوجود یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مشک اس قدر بھرے ہوئے ہیں کہ پھٹے جا رہے ہیں۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا دیکھو ہم نے تمہارا پانی کم نہیں کیا ہے۔ پھر آپ کے حکم سے ہم لوگوں نے بچی ہوئی روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں اسے دیں۔ آپ نے اس سے کہا جاؤ یہ اپنے بچوں کو کھلاؤ۔ اس نے اپنے قبیلہ میں پہونچ کر پورا واقعہ سنایا تو سب لوگ اسلام لے آئے۔[1]

حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے شام کے سفر میں ایک نصرانی عورت کے گھر سے گرم پانی لے کر وضو کیا۔[2]

امام شافعیؒ نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک نصرانی عورت کے گھڑے سے پانی لے کر وضو کیا۔[3]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہلِ کتاب کے پانی کو اس تفصیل میں گئے بغیر کہ وہ کس قسم کا پانی ہے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مشرک کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ اگر اپنی عبادت کے لیے وضو کرتا ہو تو اس کے بچے ہوئے پانی سے بھی وضو کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر متعین طور پر یہ معلوم ہو

---

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب قضاء الفائت واستحباب تعجیلہ۔ قاضی شوکانی کہتے ہیں ثبت فی الصحیحین انہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ من مزادۃ مشرکۃ نیل الاوطار: ۱/۲۶

[2] بخاری، کتاب الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأتہ۔ قرطبی نے دار قطنی کے حوالہ سے اس واقعہ کی تفصیل نقل کی ہے۔ الجامع لاحکام القرآن: ۱۳/۴۴-۴۵

[3] ابن حجر، فتح الباری: ۱/۲۹۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ پانی نجس ہے تو وضو صحیح نہ ہوگا۔[1]

غیر مسلم کی غذا کا حکم

اب غذاؤں کو لیجیے۔ انسان کی غذا میں کئی طرح کی چیزیں شامل ہیں۔

۱۔ بعض چیزیں قدرت کی طرف سے اسے تیار شدہ شکل میں مل جاتی ہیں۔ جیسے پھل اور میوے۔ اس میں انسان کا دخل صرف زراعت، شجرکاری اور آب پاشی وغیرہ کی حد تک رہتا ہے۔ بعض اوقات بغیر محنت کے بھی یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ انھیں اگر کوئی غیر مسلم پیدا کرتا ہے تو اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس طرح مسلمان کی پیداوار جائز ہے اسی طرح غیر مسلم کی پیداوار بھی جائز ہے۔ یہی حکم گیہوں، چاول اور دیگر غذائی اجناس کا ہے۔

۲۔ بعض چیزیں وہ ہیں جنھیں آدمی ان کی فطری حالت میں بطور غذا استعمال نہیں کر پاتا۔ اس لیے ان میں اپنی جسمانی حالت، مزاج اور معدہ کی رعایت سے مناسب ترمیم کر کے استعمال کرتا ہے۔ اسی کے لیے وہ گیہوں سے آٹا تیار کرتا اور آٹے سے روٹی پکاتا ہے، یا دانوں سے تیل نکال کر استعمال کرتا ہے۔ اگر یہ خدمات کوئی غیر مسلم انجام دے تو مسلمان کے لیے ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اگر کوئی اس سے فائدہ اٹھانا نہ چاہے تو یہ اس کی احتیاط ہوگی۔ جواز بہر حال باقی رہے گا۔[2]

۳۔ جانور کا گوشت بھی انسان کی غذا میں شامل رہا ہے۔ اسلام کی رو سے حلال جانور کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ اس میں تقرب اور عبادت کا پہلو بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس پر بحث آگے آ رہی ہے۔

غیر مسلم کی تیار کردہ غذائی اشیاء

غیر مسلموں کی تیار کردہ حلال مطعومات استعمال کی جا سکتی ہیں۔ احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔

---

[1] ابن حجر، فتح الباری: ۲۹۹/۱

[2] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ۷۷/۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر کا ٹکڑا پیش کیا گیا۔ آپ نے چھری طلب فرمائی، اللہ کا نام لے کر اسے قطع کیا اور تناول فرمایا[1]

پنیر حجاز میں تیار نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ شام وغیرہ سے آتی تھی[2]

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں مجھے چربی سے بھرا ہوا ایک جراب (چمڑے کا تھیلا) ملا۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کرلیا اور کہا کہ یہ میں کسی کو نہیں دوں گا۔ اتنے میں پلٹ کے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے[3]

اس حدیث کے ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہود کے ذبیحہ کی چربی کا استعمال مسلمانوں کے لیے جائز ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ میں سے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ چربی یہود کے لیے حرام تھی اس لیے ان کے ذبیحہ سے نکلی ہوئی چربی ہمارے لیے بھی حرام ہوگی، لیکن امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے[4]

چربی کو محفوظ رکھنے اور اسے قابل استعمال بنانے کے لیے وہ کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتے ہوں گے۔ چربی پر مکھن، گھی اور روغن وغیرہ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

غیر مسلم کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے

دعوتیں اور تقریبات ہر معاشرت کا ایک لازمی جزء ہیں۔ اس سے خوشی میں شرکت ہوتی ہے، تعلقات استوار ہوتے ہیں اور قربت بڑھتی ہے۔ اسلام نے اس کی ترغیب

---

[1] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی اکل الجبن۔

[2] قاضی شوکانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پنیر کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اکل من الجبن المجلوب من بلاد النصاری کما اخرجہ احمد وابوداؤد من حدیث ابن عمرؓ نیل الاوطار : ۱/۲۶

[3] بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب ذبائح اہل الکتاب وشحو مہاشن الحرب وغیرہم، مسلم، کتاب الجہاد، باب جواز الاکل من طعام الغنیمۃ فی دار الحرب۔

[4] نووی، ج ۴ جزء ۱۲، ص ۱۰۲-۱۰۳۔ نیز ملاحظہ ہو۔ قرطبی: ۶/۷۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دی ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دعوت دے تو اسے قبول کرنا پسندیدہ ہے۔ بلا وجہ اسے رد نہیں کرنا چاہیے [۱]

غیر مسلم کے ساتھ بھی کھانا پینا مباح ہے۔ وقت ضرورت اسے دعوت دی جا سکتی ہے اور اس کی دعوت قبول کی جا سکتی ہے۔ جس معاشرہ میں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہوں وہاں اس طرح کی دعوتوں اور تقریبات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اس سے دینی اور سماجی بہت سے فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں۔

قرآن مجید نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا۔

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ (المائدہ: ۵)	ان لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ 'تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے'، کا ایک مفہوم یہ بھی ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے کہ جس طرح تم ان کا ذبیحہ کھا سکتے ہو اسی طرح تم انھیں اپنا ذبیحہ کھلا سکتے ہو۔ اس کی ممانعت نہیں ہے [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے۔

ان یہودیا دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خبز شعیر و اهالة سنخة فاجابه [۳]	ایک یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور بدبودار چربی (یا تیل) کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمائی۔

روایات سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر کے ختم ہونے کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے پاس بکری کا گوشت بھجوایا۔ یا آپ کی دعوت کی، اس میں زہر تھا۔ آپ نے لقمہ لیتے ہی اسے تھوک دیا۔ اس کے باوجود اس کا اثر آپ پر ہوا۔ آپ کے ساتھی بشر بن براءؓ کا اسی سے

---

[۱] ملاحظہ ہو۔ راقم کی کتاب۔ صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات۔ ص۱۶۹

[۲] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۲/۲۰

[۳] مسند احمد: ۳/۲۱۱، ۲۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انتقال ہوگیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے کھانے پینے کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔

قبیلۂ ثقیف کے وفد کو جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا آپؐ نے مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ اس کے کھانے کا نظم فرماتے تھے۔ وفد کے لوگ حضرت خالدؓ کے کھانے سے پہلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔[2]

غیر مسلم کا ذبیحہ

جانور کا گوشت ہمیشہ سے انسان کی غذا میں شامل رہا ہے۔ اسلام نے حلال جانور کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ بعض شرطیں رکھی ہیں۔

۱۔ حلال جانور بھی مردار نہ ہو، چاہے وہ طبعی موت مرا ہو، یا گلا گھونٹنے، یا چوٹ کھانے سے یا کسی بلند مقام سے گرنے یا دوسرے جانور کے سینگ مارنے اور حملہ کرنے سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ (المائدہ: ۳)

۲۔ اسے ذبح کیا جائے اور اللہ کے نام پر کیا جائے۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ جس جانور کو اللہ نے مارا ہے وہ تو ناجائز ہے اور جسے انسان ذبح کرے وہ حلال اور جائز ہے۔ قرآن نے اس نامعقول اعتراض کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا اور کہا کہ اللہ کے نام پر جو جانور ذبح ہو اس کے کھانے میں تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ ارشاد ہے:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ	پس تم کھاؤ وہ جسے اللہ کا نام لے کر
عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ٥	ذبح کیا گیا ہے، اگر تم اس کی ہدایات
وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا	پر یقین رکھتے ہو۔ آخر تم اس جانور کو کیوں
ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ	نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے، جب کہ

---

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب الشاۃ التی سمّت۔ مع فتح الباری: ۷/۴۹۷۔ واقعہ کی تفصیل اور روایات کے اختلافات کے لیے دیکھی جائے۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۳/۳۹۴۔ ۴۰۱۔ نیز ملاحظہ ہو راقم کا مضمون تالیف کی سماجی اور سیاسی اہمیت، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جنوری۔ مارچ ۱۹۹۶ء

[2] قبیلہ ثقیف نے بعض شرائط کے ساتھ بعد میں اسلام قبول کرلیا۔ ابن ہشام: ۴/۱۹۴ - ۱۹۷، ابن کثیر السیرۃ النبویۃ ۴/۵۲-۵۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (الانعام: ۱۱۸ - ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے وہ چیزیں بتادی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔ (ان میں یہ ذبیحہ نہیں ہے)

۳۔ جو جانور اللہ کا نام لیے بغیر ذبح کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے۔ چنانچہ قرآن نے صراحت کی ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ (الانعام: ۱۲۱)

جس جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے اسے مت کھاؤ بے شک یہ فسق ہے۔

۴۔ اسی وجہ سے جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ جیسے بت پرست قومیں بتوں کے نام سے کرتی ہیں یا استھانوں پر جانوروں کا چڑھاوا چڑھاتی ہیں، اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ .... وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ (البقرہ: ۱۷۳)

تم پر حرام کیا گیا ہے .... اور وہ جانور جسے اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔

مشرکین عرب کسی آسمانی شریعت کے پابند نہیں تھے۔ انھوں نے مذہب کے نام پر حلال و حرام کے کچھ خود ساختہ طریقے اختیار کر رکھے تھے۔ مردار تک کھا جاتے اور ذبح کرتے تو دیوی دیوتاؤں کے نام پر کرتے اس لیے اسلام نے مشرکین کے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لیے حرام قرار دیا۔ اس کے برخلاف اہلِ کتاب خدا اور وحی و رسالت کو اصولی طور پر مانتے اور اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے اس لیے ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۔ (المائدہ: ۵)

آج تمہارے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے جن کو کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لیے بھی حلال ہے۔

آیت میں 'طعام' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ اس میں گو عموم پایا جاتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے ذبیحہ مراد ہے[1]۔ یہی بات

---

[1] امام بخاری فرماتے ہیں۔ قال ابن عباس طعامهم ذبائحهم۔ بخاری، کتاب الذبائح والصید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعدد تابعین سے مروی ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے، اس لیے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کو حرام سمجھتے ہیں اور اللہ ہی کے نام سے ذبح کرتے ہیں[1]

علامہ ابن رشد کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ تفصیلات میں بعض باتوں میں اتفاق ہے اور بعض میں اختلاف[2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کو ناپسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے ذبیحہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے[3]

علامہ نووی فرماتے ہیں اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر اجماع ہے، صرف شیعہ حضرات کو اس سے اختلاف ہے[4] فقہاء احناف نے اس معاملہ میں ذمی اور حربی کا بھی فرق نہیں کیا ہے۔ ان کے نزدیک کتابی چاہے ذمی ہو یا حربی اس کا ذبیحہ حلال ہے[5]

ایک سوال یہ ہے کہ نصاریٰ کبھی حضرت مسیحؑ کے نام پر اور کبھی کسی کنیسہ کے نام پر بھی جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہود (کا ایک فرقہ) حضرت عزیرؑ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اس طرح کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

سلف میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ کس کے نام سے ذبح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے عقائد و اعمال سے واقف ہے، اس کے باوجود جب اس نے ان کا ذبیحہ حلال کیا ہے تو اسے حلال ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ صحابہ کرام میں حضرت ابو درداءؓ اور عبادہ بن صامتؓ کی رائے ہے۔ تابعین میں حضرت عطاءؒ، زہریؒ، ربیعہ، شعبی اور مکحولؒ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رائے یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کریں تو یہ

---

[1] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۱۹/۲۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ بدایۃ المجتہد: ۵۲۴/۱ - ۵۲۵۔

[3] جصاص، احکام القرآن: ۳۹۶/۱۔

[4] نووی، شرح مسلم، جلد ۴ جز ۱۲، ص ۱۰۲۔

[5] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار: ۲۵۸/۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمارے لیے حلال نہ ہوگا۔ اس لیے کہ قرآن نے صاف طور پر اس جانور کو حرام قرار دیا ہے اور اس کے کھانے کی ممانعت کی ہے جو اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو (الانعام: ۱۲۱) تابعین میں حضرت حسن بصری اور طاؤس کی بھی یہی رائے ہے[1]

بظاہر یہی دوسری رائے کتاب وسنت سے زیادہ قریب اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی مسلمان کا کتابی سے جانور ذبح کرانا مکروہ ہے لیکن جانور حلال ہوگا۔[2]

غیر مسلم کے برتن

جو برتن غیر مسلم افراد یا کمپنیاں تیار کرتی ہیں ان کے خرید و فروخت یا استعمال کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ البتہ جو برتن ان کے استعمال میں ہوں ان کے بارے میں سوال یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو اس کے ساتھ کچھ شرائط ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب متعدد احادیث میں ملتا ہے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں اہلِ کتاب ہیں، کیا ہم ان کے برتن کھانے کے لیے استعمال کرسکتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

فان وجدتم غير آنيتهم فلا تأكلوا فيها وان لم تجدوا فاغسلوها ثم كلوا فيها[3]	اگر تمہیں ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ لیکن اگر دستیاب نہ ہوں تو انھیں دھولو پھر ان میں کھاؤ۔

حضرت ابو ثعلبہ ہی سے مروی ایک روایت میں اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے ساتھ مجوس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو ثعلبہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

---

[1] نووی، شرح مسلم، جلد ۴، جزء ۱۲ ص ۱۰۲۔۱۰۳۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ۷۶/۶

[2] ہدایہ: ۴۴۸/۴۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد: ۵۲۴/۱

[3] بخاری، کتاب الصید والذبائح، باب صید القوس۔ مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الصید بالکلاب المعلمۃ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انا اھل سفر نمر بالیھود والنصاریٰ والمجوس فلا نجد غیر آنیتھم قال فان لم تجدوا غیرھا فاغسلوھا بالماء ثم کلوا فیھا واشربوا ۔[1]

ہم (ہمیشہ) سفر میں رہنے والے لوگ ہیں۔ ہمارا گزر یہود، نصاریٰ اور مجوس کے علاقوں سے ہوتا ہے۔ ہمارے پاس ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن نہیں ہوتے (ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا۔ اگر ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن نہ ہوں تو تم انھیں پانی سے دھولو پھر ان میں کھاؤ اور پیو۔

ایک اور روایت میں ہے۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قدور المجوس فقال انقوھا غسلا واطبخوا فیھا ۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے کھانا پکانے کے برتنوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ انھیں دھو کر پاک کرلو اور پھر ان میں کھانا پکاؤ

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ کی مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم — چاہے وہ اہل کتاب ہوں یا مجوس اور بت پرست — کے استعمالی برتن اس وقت استعمال کیے جانے چاہئیں جب کہ دوسرے برتن دست یاب نہ ہوں اور استعمال سے پہلے خوب انھیں صاف کرلینا چاہیے۔ حضرت ثعلبہؓ ہی کی ایک اور روایت سے اس کی وجہ بھی سامنے آتی ہے۔ اس روایت میں ان کا سوال ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔

انا نجاور اھل الکتاب وھم یطبخون فی قدورھم الخنزیر ویشربون فی آنیتھم الخمر

ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں اور وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (کیا یہ برتن ہم استعمال کرسکتے ہیں؟)

---

[1] ترمذی، ابواب الصید باب ماجاء مایوکل من صید الکلب ومالا یوکل

[2] ترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی آنیۃ المشرکین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

ان وجدتم غیرھا فکلوفیھا واشربوا وان لم تجدوا غیرھا فارحضوھا بالماء [1]

اگر تمہیں ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن دستیاب ہوں تو تم ان ہی میں کھاؤ اور پیو۔ اگر دوسرے برتن نہ ہوں تو انھیں پانی سے دھوکر صاف کر لو۔

اس سے صاف واضح ہے کہ یہ اہلِ کتاب یا غیر مسلموں کے ان برتنوں کا حکم ہے جنھیں وہ حرام اور ناپاک چیزوں کے پکانے اور کھانے پینے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جو برتن ان چیزوں کے لیے استعمال نہ ہوں انھیں اہتمام کے ساتھ پاک صاف کر کے بدرجہ مجبوری استعمال کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ اس سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ اچھی طرح دھو دینے کے بعد ہر طرح کے برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ مشرکین کے کھانے پینے کے جو برتن ہاتھ آتے انھیں استعمال کرتے تھے۔ آپ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔[2] ایک روایت میں ہے کہ ہم انھیں دھوکر استعمال کر لیا کرتے تھے۔[3]

امام نووی فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ثعلبہ کی روایت میں غیر مسلم جن برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے یا شراب پیتے ہیں ان کے استعمال سے، اگر دوسرے برتن موجود ہوں تو، منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں کراہت محسوس ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے برتن ہیں، فقہاء کے نزدیک وہ دھونے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کراہت باقی نہیں رہتی۔ آدمی کے پاس دوسرے برتن ہوں تو بھی انھیں وہ استعمال کر سکتا ہے۔[4]

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ غیر مسلم کے برتنوں کو استعمال کرنے سے پہلے انھیں دھونے اور بعض صورتوں میں پانی کھولا کر انھیں صاف کرنے کی ہدایت اس لیے ہے کہ وہ نجاسات سے بچتے نہیں ہیں اور مردار کھاتے ہیں۔ دھوئے بغیر پکانے میں برتن مٹی کے ہوں تو ان

۱۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی استعمال آنیۃ اہل الکتاب

۲۔ ابوداؤد حوالہ سابق۔ ۳۔ ابن حجر، فتح الباری: ۹/ ۶۲۳

۴۔ نووی، شرح مسلم، جلد ۵، جزء ۱۳ ص ۷۹ - ۸۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے اثرات آسکتے ہیں۔ دھونے اور صاف کرنے کے بعد ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ برتن سونے اور چاندی کے نہ ہوں یا خنزیر کے کھال سے نہ بنتے ہوں (جیسے مشکیزہ وغیرہ) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ضرورت ہو اور برتن تانبے یا لوہے کے ہوں تو انھیں دھودیا جائے اور مٹی کے ہوں تو اس میں پانی پکانے کے بعد دھودیا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جو برتن وہ کھانا پکانے کے لیے نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں انھیں دھوئے بغیر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۱]

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کے برتن سے طہارت حاصل کی جائے اور اس کا پاک یا ناپاک ہونا واضح نہ ہو تو اگر غیر مسلم کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال سے کوئی مذہبی جذبہ یا تقدس وابستہ نہیں ہے تو قطعی طور پر طہارت صحیح ہو جائے گی لیکن اگر اس کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہے جس کے نزدیک اس برتن کے استعمال میں کوئی دینی جذبہ یا تقدس پایا جاتا ہے تو بھی صحیح مسلک یہی ہے کہ طہارت ہو جائے گی۔ امام اوزاعی، ثوری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ان کے اصحاب اس برتن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ امام احمد اور اسحٰق بن راہویہ کے علاوہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے بھی اسے ناپسند کیا ہو۔[۲]

غیر مسلم کے کپڑے

غیر مسلم بنکروں یا ان کے کارخانوں کا تیار کردہ کپڑے کا استعمال بالاتفاق جائز ہے۔ البتہ ان کے استعمال شدہ کپڑوں کے بارے میں علماء کے ہاں کچھ تفصیل ملتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ اہل کتاب کے استعمال شدہ کپڑے۔ جیسے عمامہ، طیلسان (وہ چادر جو لباس کے اوپر عبا کی طرح اوڑھی جاتی ہے) یا بدن کے اوپر کے حصہ میں استعمال ہونے والے کپڑے تو یہ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ البتہ جسم کے نچلے حصہ کے لیے جو کپڑے استعمال ہوتے ہیں ان سے احتراز اولیٰ ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ عبادت کے

---

[۱] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ۷۸/۶

[۲] عینی، عمدۃ القاری: ۳۹۱/۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیے طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ ابوالخطاب کہتے ہیں کہ اصل طہارت ہے۔ جب تک کسی کپڑے کے ناپاک ہونے کا ثبوت نہ ہو اسے پاک ہی سمجھنا چاہیے۔[1]

غیر اہل کتاب، مجوسیوں اور بت پرستوں کے برتنوں اور کپڑوں کے بارے میں ابوالخطاب کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی اہل کتاب ہی کا ہے۔ یعنی ان کے کپڑے اور برتن پاک سمجھے جائیں گے اور ان کا استعمال جائز ہوگا جب تک کہ ان کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو۔ یہی امام شافعی کا مسلک ہے۔

یہ تو استعمالی کپڑوں کا حکم ہے۔ وہ کپڑے جو غیر مسلم تیار کرتے ہیں وہ پاک ہیں۔ ان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ یہی کپڑے استعمال کرتے تھے۔ فقہاء کی عام رائے یہی ہے۔[2]

غیر مسلموں سے معاشرتی روابط پر اس سے پہلے اس سلسلہ کے مضامین میں بحث آچکی ہے۔ اللہ نے چاہا تو مزید بعض اور پہلوؤں کی آئندہ وضاحت ہوسکے گی۔

---

[1] ابن قدامہ، المغنی: ۱/۸۳ [2] حوالہ سابق ص ۸۴

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک اہم پیش کش

مولانا سید جلال الدین عمری کے قلم سے

اسلام اور مشکلات حیات

- اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟
- اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟
- امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
- مرض اور مشکلات حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟
- مرض کی شدت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جاسکتی؟

یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، مؤثر انداز بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب آفسٹ کی حسین طباعت، خوب صورت سرورق۔ ضخامت ۸۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپئے

ملنے کا پتہ: مینجر مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی، پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

© rasailojaraid.com